تقریر بابت مراکزِ اسلام
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

مدینہ منورہ کی پہلی دو مساجد

(مسجدِ قبا اور مسجدِ نبویؐ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن:19)

اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

معزز سامعین! آج اِس محفل میں میری تقریر کا عنوان ہے۔ **مدینہ منورہ کی پہلی دو مساجد**

مساجد مسلمانوں کی اجتماعی عبادت، منتشر قوتوں کی شیرازہ بندی اور باہمی تعلق کی مضبوطی اور بکھرے ہوئے موتیوں کو سلک میں پرونے اور محمود و ایاز کو ایک ہی صف میں نیاز مندی اور وفاداری کے ساتھ اکٹھا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مساجد ربِ کائنات کے گھر ہیں جن کی رفعتِ شان اور عزت عظمت کا مقابلہ عالی شان اور پُر شکوہ عمارات بھی نہیں کر سکتیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

اور حکم دیا۔ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کہ ہر مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کر لیا کرو اور اللہ کی عبادت کو خالص اُسی کا حق قرار دیتے ہوئے اُسی کو پکارو۔

اللہ تعالیٰ کو شہروں اور بستیوں میں مسجدیں بہت زیادہ پسند ہیں جبکہ منڈیاں اور بازار سخت ناپسند ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهُ اللهِ تَعَالٰى بَنَى اللهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

(مسلم کتاب المساجد)

کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اُسی کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا ہے:

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا مِنْ مَالِهٖ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ

(ابن ماجہ کتاب المساجد)

کہ جو شخص اپنے مال سے اللہ کے لئے مسجد بناتا ہے۔ اللہ اُسی کی مانند جنت میں اُس کے لئے گھر بناتا ہے۔

ابن ماجہ کی ہی روایت ہے کہ

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

(کتاب المساجد باب من بنی للہ مسجدا)

کہ جو شخص چڑیا کے گھونسلے کے برابر (یعنی چھوٹی سی) بھی محض اللہ کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بناتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصّع اور پکی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلّفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخیں ہی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لیے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

مسجد قباء

سامعین! آئیں اب مدینہ کی پہلی مسجد کے احوال سُنیں۔ حکم خداوندی سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پہلے چودہ دن قباء مقام پر ٹھہرے۔ ظہورِ اسلام کے بعد مساجد کی تعمیر کی تاریخ میں مقام قباء پر بننے والی مسجد کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ جس کی تعمیر میں خود سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شامل ہوئے۔ آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے اِس مسجد کی بنیاد رکھی۔ آپؐ صحابہؓ کے ساتھ خود اینٹیں اور پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ آپؐ کا جسم گرد آلود ہو جاتا تھا۔ صحابہؓ آ آ کر عرض کرتے۔ ہمارے والدین آپؐ پر قربان! اپنا بوجھ ہمیں اٹھانے دیجیے۔ آپؐ فرماتے۔ نہیں! تم اِس جیسی دوسری اینٹ یا پتھر اٹھا کر لے آؤ۔ اِس مسجد کے معمار بھی صحابہؓ تھے اور مزدور بھی صحابہؓ تھے۔ وہی اینٹیں لاتے۔ پتھر ڈھوتے۔ دیواریں بناتے، چھت ڈالتے۔ چند دن کی محنت کے بعد یہ مسجد مکمل ہوگئی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس مسجد سے بہت محبت تھی۔ مدینہ تشریف لے جانے کے بعد بھی آپؐ ہفتہ میں ایک بار کبھی سوار اور کبھی پیدل اس مسجد میں تشریف لاتے اور دو نفل ضرور ادا فرماتے۔ (بخاری کتاب فضل الصلوٰۃ باب مسجد قباء)۔ لکھا ہے کہ مسجدِ قباء مدینہ منورہ سے جنوب مغربی جانب تقریباً 3 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ عام رفتار سے چلتے ہوئے ایک شخص چالیس منٹ میں وہاں پہنچ جاتا تھا۔ پہلے اس کا راستہ تنگ اور دشوار گزار تھا۔ بعد میں آنے والے حکمرانوں نے بہت سی اراضی خرید کر یہ راستہ کشادہ کر دیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کہتے ہیں۔ مسجد قباء اسلام میں وہ پہلی مسجد تھی جس کی بناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تکمیل ہوئی جس کی بنیاد ہجرت کے بعد پہلے دن رکھی گئی اور جسے مسلمانوں نے گویا ایک قومی عبادت گاہ کے طور پر تعمیر کیا۔

(سیرۃ خاتم النبیین صفحہ 297)

سامعین! مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے ثواب کے حوالے سے سنن ترمذی میں لکھا ہے۔

اَلصَّلَاۃُ فِی مَسْجِدِ قُبَاءٍ کَعُمْرَۃٍ

کہ مسجد قباء میں نماز پڑھنا عُمرہ کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الصلوٰۃ فی مسجد قباء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھنا مجھے اُس شخص کی نسبت جو دو دفعہ بیت المقدس سے ہو کر آتا ہے زیادہ محبوب ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر لوگوں کو مسجد قباء کی عظمت و شرف کا علم ہو جائے تو وہ اِس تک پہنچنے کے لئے اپنے اونٹوں کو تھکا دیں۔

(شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 155)

سامعین! یہ شان صرف مسجدِ قباء کے حوالے سے ہی نہ تھی بلکہ اہل قباء کی شان بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (التوبہ:108) یعنی اس میں (آنے والے) ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ کامل پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اہل قباء کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ پانی سے استنجا کیا کرتے ہیں۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن)

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے 91 ہجری میں مسجد قباء کی توسیع کی اور چونا وغیرہ سے پتھروں کی چنائی کی۔ پتھر کے بے حد مضبوط ستون بنوائے۔ اِن پر انتہائی دلفریب نقش و نگار کرایا۔ چھت پر عمدہ لکڑی لگائی۔ پہلی دفعہ مسجد کا مینار بنوایا۔ بعد ازاں مختلف ادوار میں تعمیر و توسیع ہوتی رہی۔ اکتوبر 1986ء میں جو توسیع ہوئی وہ پہلے سے تقریباً تین گنا زیادہ ہے۔

سامعین! حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر 16-17 ماہ بعد جب بیتُ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے قبلہ قرار دیا تو مسجد قباء میں بھی یہ تبدیلی واقع ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد قباء میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن میں یہ حکم نازل ہوا ہے کہ کعبہ کو اپنا قبلہ بنالو۔ چنانچہ ان سب نے اپنے رخ کعبۃ اللہ کی طرف کر لئے تم بھی اپنے رُخ بیت اللہ کی طرف پھیر لو۔ تو لوگوں نے اپنے رُخ بیتُ اللہ کی طرف کر لئے جبکہ وہ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب و من حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام)

مدینہ کی دوسری مسجد، مسجد نبویؐ

سامعین! اب مَیں آپ حاضرین کو مسجدِ نبوی کی مبارک تاریخ کی لے کر جانا چاہتا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مقام قباء میں چودہ دن قیام فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار مدینہ تشریف لے آئے۔ آپؐ کی اونٹنی اُس جگہ آکر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ وہ جگہ بنو نجار کے دو یتیم بچوں سہیلؓ اور سہلؓ کی تھی جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی تو آپؐ نے فرمایا خدا کی منشاء میں یہی ہماری قیام گاہ ہے۔ پھر آپؐ نے ان بچوں کو بلایا اور ان سے زمین خریدنے کا ذکر کیا اور قیمت پوچھی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم یہ زمین ھبہ کرتے ہیں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں! ہم اِسے خریدیں گے پھر وہ جگہ خرید لی گئی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اِس کی قیمت ادا کی۔ جو سونے کے دس دینار تھی۔

وفاء الوفا میں لکھا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ آپؐ اُس کا گھر بنائیں اور اِس کی بنیاد مٹی اور پتھر سے اٹھائیں جب آپؐ نے اسے بنانے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے پتھر لانے کا ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے ایک پتھر پکڑا اور اسے بنیاد میں رکھا۔ پھر آپؐ کے ارشاد پر حضرت ابو بکرؓ پتھر لائے اور آپؐ کے پتھر کے ساتھ رکھا۔ پھر حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور علیؓ نے بالترتیب اپنے اپنے پتھر رکھے۔

(وفاء الوفا باخبار دار المصطفی تالیف نور الدین 332-333)

سامعین! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد صحابہؓ سے مل کر مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ اس کے معمار بھی صحابہؓ تھے اور مزدور بھی۔ آرکیٹیکٹ بھی صحابہ تھے اور نقشہ نویس بھی، دوسرے صحابہ ایک ایک اینٹ لاتے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی برابر صحابہؓ کے ساتھ اس کام میں شریک تھے۔ آپؐ کا بدنِ مبارک مٹی سے اَٹ جاتا مگر کام جاری رہتا۔ صحابہؓ اس وقارِ عمل کے ساتھ ساتھ حضرت عبد اللہ بن رواحہ انصاریؓ کا یہ شعر پڑھتے۔

هَذَا الحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرُ

هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَ أَطْهَرُ

یعنی یہ بوجھ خیبر کے تجارتی مال کا بوجھ نہیں ہے جو جانوروں پر لاد کر آیا کرتا ہے۔ بلکہ اے ہمارے رب! یہ بوجھ تقویٰ اور طہارت کا بوجھ ہے جو ہم تیری رضا کے لئے اٹھاتے ہیں اور کبھی یہ شعر پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ　　إِنَّ　　الْاَجْرَ　　أَجْرُ　　الْآخِرَۃ

فَارْحَمْ　　الْاَنْصَارَ　　وَالْمُھَاجِرَۃ

یعنی اے اللہ! اصل اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے پس تو اپنے فضل سے انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما۔
جب صحابہؓ یہ اشعار پڑھتے تو بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہؓ کے ہم آواز ہو کر یہ شعر پڑھتے۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ)

مسجد کی عمارت پتھروں کی سلوں اور اینٹوں کی تھی اور مسجد کے اندر سہارے کے لئے کھجور کے ستون تھے اور چھت کھجور کے تنے اور پتوں کی تھی۔ جب تک منبر تعمیر نہیں ہوا تھا حضورؐ انہیں تنوں میں سے کسی ایک ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور صحابہؓ سے مخاطب ہوتے۔ مسجد کا فرش کچا تھا۔ جب بارش ہوتی تو چھت کے ٹپکنے سے کیچڑ ہو جاتا تھا۔ مسجد کی بلندی 10 فٹ اور طول ایک سو پانچ فٹ اور عرض نوے فٹ کے قریب تھا۔ بعد میں توسیع کر دی گئی۔ مسجد کے ایک گوشے میں ایک چبوترہ بنا دیا گیا تھا جو اصحابِ صُفَّہ کے لئے تھا۔ یعنی ان غریب صحابہؓ کے لئے جن کے گھر نہ تھے۔ وہ یہیں رہتے تھے۔

اس زمانہ میں کوئی پبلک عمارت ایسی نہ تھی جہاں قومی امور سرانجام دیئے جاتے اس لئے ایوانِ حکومت کا کام یہی عمارت دیتی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہیں مجالس لگاتے۔ یہیں مجالسِ شوریٰ کا انعقاد ہوتا۔ مقدمات کا فیصلہ بھی یہیں ہوتا اور ضرورت کے مطابق جنگی قیدیوں کو بھی یہیں ٹھہرایا جاتا اور بعض قاتلوں کو مسجدِ نبویؐ کے ستونوں کے ساتھ ہی باندھا جاتا تھا۔ مسجد نبوی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجرے بھی تعمیر کئے گئے۔ جب تک تعمیر ہو رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں رہائش رکھی۔ حجرات کی تکمیل ہونے کے بعد آپؐ وہاں منتقل ہو گئے۔ بعد ازاں جب آپؐ کی ازواج مطہرات وفات پا گئیں تو ان حجرات کو مسجد نبوی کا حصہ بنا دیا گیا۔

سر ولیم میور اس مسجد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

”گو یہ مسجد سامانِ تعمیر کے لحاظ سے نہایت معمولی اور سادہ تھی۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مسجد اسلامی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ رسولِ خدا اور ان کے اصحاب اسی مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ گزارتے تھے۔ یہیں اسلامی نماز کا باقاعدہ باجماعت صورت میں آغاز ہوا۔ یہیں تمام مسلمان جمعہ کے دن خدا کی تازہ وحی کو سننے کے لئے مؤدبانہ اور مرعوب حالت میں جمع ہوتے تھے۔ یہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فتوحات کی تجاویز پختہ کیا کرتے تھے۔ یہی وہ ایوان تھا جہاں مفتوح اور تائب قبائل کے وفود ان کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ یہی وہ دربار تھا جہاں سے وہ شاہی احکام جاری کئے جاتے تھے۔ جو عرب کے دور دراز کونوں تک باغیوں کو خوف سے لرزا دیتے تھے اور بالآخر اسی مسجد کے پاس اپنی بیوی عائشہؓ کے حجرے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان دی اور اسی جگہ اپنے دو خلیفوں کے پہلو بہ پہلو دفن ہیں۔“

(لائف آف محمدؐ مصنفہ سر ولیم میور)

منبر رسولؐ

سامعین! جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ منبر بننے سے پہلے کھجور کے تنے کا سہارا دورانِ خطبہ لے لیا کرتے تھے۔ لیکن جب عمرِ مبارک زیادہ ہو گئی اور جسم بھی بھاری ہو گیا اور آپؐ تھکان محسوس کرنے لگے تو منبر بنانے کی تجویز ہوئی۔ حضرت تمیم داریؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو مَیں آپؐ کے لئے منبر تیار کروا دوں۔ آپؐ کی طرف سے اجازت ملنے پر آپؓ نے حضورؐ کے لئے دو زینوں کا منبر تیار کروا دیا۔

(ابو داؤد کتاب الجمعہ اتخاذ المنبر)

گو مختلف روایات میں مختلف بندوں کے نام آتے ہیں جنہوں نے اِس منبر کی تیاری میں مدد فرمائی۔
حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر آ گیا اور حضورؐ نے اس سے ٹیک لگانی چھوڑ دی تو وہ تنا دس ماہ کی گابھن اونٹنی کی طرح آواز نکالنے لگا یہاں تک کہ حضورؐ منبر سے اُتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست شفقت اس پر پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔　(بخاری کتاب الجمعہ)

اور پھر بخاری کتاب المناقب کی روایت ہے وہ تنا بچے کی طرح رونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر کر اس کے پاس گئے۔ اُسے اپنے ساتھ چمٹالیا۔ تو وہ تنا بچے کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا خاموش ہو گیا۔ (حدیث 3584)

7 ھ میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اہل خیبر پر فتح عطا فرمائی اور آپ غنائم اور مال و منال کے ساتھ واپس مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ فرمایا۔ کیونکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد میں نمازیوں کی گنجائش کم تھی اور کھجور کے ستون اور چھت بھی بوسیدہ ہو چکی تھی اس لئے تجدید ناگزیر تھی۔ مسجدِ نبوی سے متصل ایک انصاری شخص کا مکان تھا آپؐ نے اُسے ترغیب دلائی کہ وہ مسجد کے لئے دے دے۔ فرمایا اگر تم اپنا مکان مسجد کے لئے دو گے تو اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں محل عطا فرمائے گا۔ لیکن وہ باوجود ایسا نہ کر سکا۔ پھر حضورؐ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص اس آدمی سے جگہ خرید کر مسجد کے لئے دے دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ جب یہ آواز حضرت عثمانؓ نے سُنی فوراً وہ جگہ خرید کر مسجد کے نام کر دی۔ تب آپؐ نے دعا دی کہ تمہیں اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ سنن ترمذی میں ہے کہ نمازیوں کے لئے مسجد میں جگہ کی کمی کے باعث آپؐ نے فرمایا۔ جو آدمی فلاں خاندان کا قطعہ اراضی خرید کر مسجد کو کشادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں اس سے بہتر گھر عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اُسے اپنے ذاتی مال میں سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمان)

اس کے بعد سے آج تک ضرورت کے مطابق توسیع ہوتی چلی جا رہی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کے دور میں توسیع ہوئی۔ بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے مسجد میں عظیم الشان اضافہ کیا۔ دیواریں مُنقَّش پتھروں اور گچ سے بنوائیں۔ ستون مُنقَّش پتھروں کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔ جب حضرت عمرؓ مسجد کو وسیع کرنے لگے تو چونکہ حضرت عباسؓ کا مکان مسجد سے متصل تھا اس لئے آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مَیں امہات المومنین کے مکانات کو منہدم کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ البتہ آپ کے مکان کے بارہ میں تین تجاویز ہیں جو چاہیں قبول کر لیں۔ 1۔ مکان میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ 2۔ مکان کے عوض مدینہ میں جو جگہ پسند کریں وہ آپ کو دے دی جائے گی اور نمبر 3۔ اپنا مکان مسلمانوں کے لئے وقف کر دیں۔

حضرت عباسؓ نے حضرت امیر المؤمنین کی خواہش کو مقدم جانا اور برضاءِ رغبت اپنا مکان مسجد کی توسیع کے لئے دے دیا۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے حضرت جعفرؓ کے مکان کا نصف بھی خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔ 88 ہجری میں خلیفہ ولید بن عبد الملک نے مدینہ کے امیر حضرت عمر بن عبد العزیز کو مسجد کی توسیع کا حکم دیا۔ چنانچہ اس دور میں مسجد کے ساتھ تمام ازواج مطہرات کے حجرے اور دیگر مکان مسجد کا حصہ بنا دیئے گئے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد کی بنیادیں پتھروں کی بنوائیں۔ دیواریں تراشیدہ مُنقَّش پتھروں کی چونے سے کھڑی کیں ستون پتھر کے بنوائے۔ جن میں لوہا اور سیسہ بھروایا۔ دیواروں پر جواہرات اور سنگ مرمر کے ٹکڑوں سے جاذبِ نظر اور دلربا میناکاری کرائی۔ چھت ساگوان کی بنوا کر سونے سے نقش و نگار کروایا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے وقت میں مسجد کے چاروں کونوں میں مینار بنائے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آج تک مختلف ادوار میں مسجدِ نبوی کی توسیع ہوتی رہی ہے۔ 1950ء میں شاہ عبد العزیز نے مسجد کو وسعت دی تھی۔ 1973ء میں شاہ فیصل کے دور میں توسیع ہوئی۔ 2012ء میں شاہ عبد اللہ نے مسجد کو وسعت دینے کا منصوبہ شروع کیا اور اب شاہ عبد اللہ کے بعد شاہ سلیمان نے توسیعی منصوبہ و دیگر کام دوبارہ کرنے پر زور دیا ہے۔ تاکہ حرمین شریفین کو بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔ توقع ہے کہ توسیعی منصوبہ کے بعد 10 لاکھ سے زائد عبادت گزاروں کے لئے جگہ میسر ہو گی۔

مسجدِ نبوی کے فضائل

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسجد حرام کے علاوہ باقی ہر مسجد میں نماز پڑھنے کی نسبت میری مسجد میں نماز ادا کرنا ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

(بخاری کتاب افضل الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ مکۃ و المدینہ)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھر میں نماز پڑھنے والے کو ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور محلہ اور قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے والے کو پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے والے کو پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے والے کو پچاس ہزار نمازوں کا اجر ملتا ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنے کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنے والے کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ ماجاء فی الصلوٰۃ فی المسجد الجامع)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ مسجدی)

حضرت ابوہریرہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری مسجد کی نسبت ہزار گنا بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخر المساجد ہے۔

(سنن نسائی کتاب المساجد)

پھر ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی نسبت ہزار درجہ فضیلت رکھتی ہے سوائے مسجد حرام کے۔ اور میری مسجد میں ایک جمعہ دوسری مساجد کے ہزار جمعہ سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک رمضان دوسری مساجد میں ایک ہزار رمضان سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

(کنز العمال جلد 12 صفحہ 236)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم المرتبت اور مقدس مسجد کو یہ عظمت اور رفعت کا منفرد مقام حاصل ہے کہ آپؐ کے گھر اور آپؐ کے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

(مسلم کتاب الحج باب فضل مابین قبرہ و منبرہ)

کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

معزز سامعین! مسجدِ نبوی سے جُڑے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر نہ کیا جائے تو میری تقریر کا مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ نجران سے ساٹھ افراد پر مشتمل نصاریٰ کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آیا جن میں چودہ بڑے علماء بھی تھے جن کی قدر و منزلت اور احترام، روم کے بادشاہ بھی کرتے تھے۔ آپؐ اُن سے توحید اور تثلیث وغیرہ کے مسائل بحث لائے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کا رڈ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت "الحی" کو پیش فرمایا۔ گفتگو کے دوران جب ان نصاریٰ کی نماز کا وقت آیا تو وہ اُٹھ کر جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس وفد کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

بنو حنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال جس کے ہاتھ بہت سے مسلمانوں کے خون سے رنگین تھے۔ نجد کی طرف بھجوائے گئے ایک وفد کے ہاتھ آ گیا۔ اُسے مدینہ لایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسجدِ نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا سناؤ! کیا حال ہے؟ اور تیرے پاس اپنے جرائم کا کیا جواب ہے؟ اس نے کہا۔ اگر آپ مجھے قتل کر دیں ایک خونی اور قاتل کو قتل کریں گے اور اگر آپ احسان فرما کر چھوڑ دیں تو ایک شکر گزار اور قدردان شخص کو چھوڑیں گے اور اگر مال کی طلب ہے تو جتنا مال آپ طلب کریں گے دیا جائے گا۔ اس کی یہ بات سن کر حضورؐ واپس تشریف لے آئے۔ اگلے دو دن حضورؐ اس کے پاس آکر اس کا حال احوال پوچھتے اور یہی تین سوال دہراتے رہے اور ثمامہ بھی وہی جواب دیتا رہا جو اُس نے پہلے دن دیے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو آزاد کر دیا۔ تو وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں گیا، نہایا اور پھر وہ مسجد آکر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور حضورؐ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! زمین پر کوئی چہرہ آپؐ کے چہرہ سے زیادہ مبغوض نہ تھا لیکن اب آپؐ کے چہرہ سے زیادہ محبوب اور پیارا چہرہ کوئی نہیں۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے بغض نہ تھا مگر اب آپؐ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے محبت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے اِس شہر سے بڑھ کر مجھے کسی شہر سے نفرت نہ تھی مگر اب آپؐ کے شہر سے بڑھ کر مجھے کسی شہر سے محبت نہیں ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ)

ان دونوں واقعات میں سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر دوسرے کلمہ پڑھنے والوں کی مساجد کو گراتے اور ان کے میناروں کو توڑتے اور ان کو ویران کرنے کے درپے ہیں۔

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد القدیر قمر صاحب کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿